محمد سرور لون (حیدر آباد)

قرۃ العین حیدر کی خاکہ نگاری

قرۃ العین حیدر نے متعدد نثری اصناف میں طبع آزمائی کی ہے۔ وہ ایک عظیم ناول نگار، افسانہ نگار، صحافی کے ساتھ ساتھ ایک عظیم خاکہ نگار بھی تھیں۔ خاکہ انگریزی لفظ sketch کا ترجمہ ہے۔ مختلف لغات میں اس کے معانی، چربہ، ڈھانچہ، کسی شے کی خاکہ کشی کرنا اور تسوید کرنا وغیرہ ہے۔

خاکہ غیر افسانوی نثر کی ایک اہم صنف ہے۔ اس کا کینوس چھوٹا ہوتا ہے۔ اس میں خاکہ نگار شخصیت کی خوبیوں، خامیوں اس کے داخلی، خارجی احوال اور ذہنی کشمکش کو اجمالی طور پر دلکش انداز میں پیش کرتا ہے۔ شخصی وسوانحی خاکہ کے علاوہ خیالی وافسانوی خاکے بھی لکھے جاتے ہیں۔ افسانوی وخیالی خاکے میں تخلیقی کردار کی خصوصی کیفیت کو واضح کر کے بیان کیا جاتا ہے۔ ان خصوصیات کو وہ اپنے تخیل سے حقیقت کا روپ دیتا ہے۔ خاکے کی تعریف کے سلسلے میں نثار احمد فاروقی لکھتے ہیں:

"اچھا خاکہ وہی ہے جس میں کسی انسان کے کردار اور افکار دونوں کی جھلک ہو۔ خاکہ پڑھنے کے بعد اس کی صورت، اس کی سیرت، اس کا مزاج، اس کے ذہن کی افتاد، اس کا زاویہ فکر، اس کی خوبیاں اور خامیاں سب نظروں کے سامنے آجائیں۔ شاعری میں مبالغہ ہوسکتا ہے نثر میں عبارت آرائی اور تخیل کی آمیزش ہوسکتی ہے لیکن خاکہ ایک ایسی صنف ہے جس میں رورعایت ہو مبالغہ اور مدح سرائی ہو تو پھر وہ خاکہ نہیں رہتا۔" 1؎

خاکہ نگاری اردو ادب کی ایک دلچسپ صنف ہے۔ اسے اردو اصناف نثر میں ایک منفرد مقام حاصل ہے، کیوں کہ مرزا فرحت اللہ بیگ (1883-1947) سے لے کر آج تک اردو کے تقریباً ہر چھوٹے بڑے ادیب نے خاکے لکھے ہیں اور اس صنفِ ادب کو استحکام بخشا ہے۔ ہر چند کہ خاکہ نگاری کے ابتدائی نقوش ہمیں محمد حسین آزاد (1830-1910) کے تذکرے 'آبِ حیات' (1880) میں دیکھنے کو ملتے ہیں، لیکن اس کا باقاعدہ طور پر ارتقا مرزا فرحت اللہ بیگ کی ادبی تحریروں سے ہوتا ہے جنھوں نے ڈپٹی نذیر احمد (1830-1912) کا نہایت دلکش اور دلچسپ خاکہ لکھا۔ اس کے بعد اردو خاکہ نگاروں کی ایک کہکشاں نظر آتی ہے جس میں قرۃ العین حیدر کے علاوہ مولوی عبدالحق، خواجہ حسن نظامی، شاہد احمد دہلوی، رشید احمد صدیقی، سید عابد حسین، مالک رام، محمد حسن، صالحہ عابد حسین، چراغ حسن حسرت، سعادت حسن منٹو،

عصمت چغتائی، یوسف ناظم، مجتبیٰ حسین، عابد سہیل اور عوض سعید کے نام خصوصی طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

خاکے معروف، غیر معروف، ادنیٰ ہر طرح کے کرداروں کے لکھے جاتے ہیں۔ خاکہ نگار کسی شخص کے ظاہری نقوش، خدوخال، چہرے اور حلیے کے مشاہدے کے ساتھ ساتھ اس کی شخصیت کی باطنی پرتیں بھی ٹٹولتا ہے، اور اپنے ذاتی تاثرات بھی پیش کرتا ہے۔ کسی شخصیت کا خاکہ بیان کرتے وقت اس کی ہو بہو تصویر کشی کی جاتی ہے اور معروضی انداز سے کام لیا جاتا ہے، نیز اس کی خوبیوں کے ذکر کے ساتھ ساتھ اس کی خامیوں کو بھی اجاگر کیا جاتا ہے۔ ایک اچھا خاکہ وہی سمجھا جاتا ہے جس میں صاحبِ خاکہ کی شخصیت جیسی کہ وہ ہے، ابھر کر سامنے آ جائے خواہ وہ اس کا حلیہ اور لباس ہو یا وضع قطع، عادات و اطوار ہوں یا طرزِ بود و ماند، اندازِ گفتگو اور مزاج ہو یا افتادِ طبع۔ اس شخصیت کے ساتھ پیش آنے والے بعض حالات و واقعات بھی خاکہ نگار کی دلچسپی کا باعث ہو سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بعض خاکے سوانح نگاری اور سیرت نگاری کی حدوں کو چھو لیتے ہیں۔

خاکہ نگاری کی فہرست میں ایک اہم نام قرۃ العین حیدر کا ہے۔ خاکہ نگاری کے متعلق ان کی دو کتابیں ''پکچر گلری'' اور ''گل صد برگ'' منظر عام پر آ چکے ہیں۔ اس کے علاوہ چند خاکے ایسے بھی ہیں جو رسالوں میں بھی شائع ہوئے ہیں۔ انھوں نے صدیق احمد صدیقی، چودھری محمد علی رودلوی، مولانا مہر خان شہابؔ مالیر کوٹلوی، شاہد احمد دہلوی، عزیز احمد، ابن انشاء، عصمت چغتائی، غلام عباس، ن۔م۔ راشد، شوکت تھانوی، مہندر ناتھ، سعادت حسن منٹو، فیض احمد فیض، جاں نثار احمد، آذر زوبی، اسرار الحق مجاز، شائستہ اکرام اللہ، عطیہ حبیب اللہ، مجروح سلطان پوری، عزیز بانو داراب وفا، صالحہ عابد حسین، رشید جہاں، سلطانہ جعفری، حسنیٰ نعمان حیدر، کرشن چندر، فیروز جبیں، انیس قدوائی، رفیق زکریا، گنیش بہاری طرز، سجاد ظہیر، ہر چرن چاولہ وغیرہ جیسی عظیم شخصیتوں پر خاکے اور خاکہ نما تحریریں قلم بند کی ہیں۔

قرۃ العین حیدر نے اپنے خاکوں کے لیے ایسی شخصیات کو موضوع بنایا ہے جن سے وہ ذاتی طور پر واقف تھیں اور یہ خاکے ان شخصیات کی دائمی جدائی کے بعد وجود میں آئے ہیں۔ وہ ان تعزیتی خاکوں کے متعلق لکھتی ہیں:

''اب تک میں بی بی سی اردو سیکشن والے صدیق احمد صدیق، ابن انشا، عطیہ حبیب اللہ، ملک راج آنند اور سحاب قزلباش پر اپنے رنج و غم کا اظہار کر چکی ہوں اس میں عزیز بانو کا نام بھی آ گیا ہے۔ اب اللہ میاں سے درخواست یہی ہے کہ وہ اس فہرست میں اضافہ نہ کریں۔'' 2؎

قرۃ العین حیدر کے خاکے مختلف نوعیت کے ہیں۔ ان خاکوں میں اگر روایتی خاکوں کی تنظیم تلاش کی

جائے تو نہیں ملے گی۔ کیوں کہ جس طرح سے شخصیت کے بارے میں اظہار خیال کرتی ہیں تو اس میں اس کا اظہار خیال مختلف ہوتا ہے۔ وہ متعلقہ شخصیت کے بارے میں تمام معلومات پہنچانے کی کوشش کرتی ہیں۔ اس کی ادبی کاوشوں کے ساتھ ساتھ اس کی فنکارانہ خوبیوں کو بھی قاری کے سامنے لاتی ہیں۔ اس طرح ان کے خاکے تنقیدی مضمون اور شخصیت کے تعارف دونوں کا امتزاج معلوم ہوتے ہیں۔

خاکہ نگاری کے بارے میں قرۃ العین حیدر ایک الگ رائے رکھتی تھیں۔ اس بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے وہ لکھتی ہیں:

''شخصیت نگاری خصوصاً ان شخصیتوں کے متعلق کچھ لکھنا جواب ہمارے درمیان موجود نہیں، ایسے بھی ذمہ داری کا کام ہے۔ موت اور زمانے کا وقفہ، یہ دونوں چیزیں ایک دھند لکے میں انسان کو چھپا دیتی ہیں اور عموماً یہ دھندلکا ذرا فاصلے سے بڑا رومانی اور خوبصورت دکھلائی پڑتا ہے۔ جب کبھی ہم اپنے مرحوم بزرگوں، عزیزوں یا اپنے بڑے لوگوں کو یاد کرتے ہیں تو بہت ہی ملے جلے جذبات کے ساتھ ان کے لیے قلم اٹھایا جاتا ہے۔ کچھ ان ہستیوں کے لیے عقیدت ہوتی ہے، کچھ ان گزرے زمانوں کے لیے ناسٹلجیا، جن میں یہ لوگ زندہ تھے۔ پھر خصوصیات کا تذکرہ کیا جاتا ہے جو اب ناپید ہے'' 3۔

قرۃ العین حیدر جس موضوع کو خاکہ نگاری کے لیے منتخب کرتی ہے۔ اس کی ادبی زندگی، اس کے ماحول وغیرہ کو بھی پیش کرتی ہیں۔ یعنی اگر وہ شخصیت فن کار ہے تو اس عہد میں رونما ہونے والی تحریکات کے بارے میں بھی تبصرہ کرتی ہیں اور وہ فنکار جس تحریک سے تعلق رکھتا ہے اس تحریک کو بھی پیش نظر رکھتی ہیں۔ جیسے سجاد حیدر یلدرم، کرشن چندر، محمد علی ردولوی، عصمت چغتائی، فیروز جبیں، عزیز احمد اور غلام عباس وغیرہ پر لکھتے ہوئے علی گڑھ تحریک، ترقی پسند تحریک، آزادی نسواں جیسی تحریکات کو ملحوظ رکھا ہے۔

اسی طرح اگر کسی شاعر پر خاکہ لکھتی ہیں تو وہ اس کی شاعری سے مدد لیتی ہیں۔ اس کی شاعری کے مختلف پہلوؤں پر اپنا اظہار خیال کرتی ہیں۔ ذاتی واقفیت کے ساتھ ساتھ وہ متعلقہ شخصیت پر قلم اٹھانے سے پہلے اس کی تخلیقات کا بھی مطالعہ ضروری سمجھتی ہیں اور جس شخص کو ذاتی طور پر نہیں جانتی وہ ان کی شخصیت کو اس کی تحریروں کے حوالے سے پیش کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر ''چند باتیں'' جاں نثار اختر کا خاکہ ہے۔ جان نثار اختر سے قرۃ العین حیدر کی ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ اس لیے ان پر خاکہ لکھتے وقت مصنفہ نے ان کی حالات زندگی کو نظر انداز کر کے ان کی شخصیت کو ان کی شاعری کے حوالے سے پیش کیا۔ اس کے علاوہ اس خاکہ میں مصنفہ نے اردو شاعری میں انگریزی الفاظ کی پہچان، ادب میں اور جنلیٹی، مغربی شاعری اور ہندوستانی شاعری کے امتیازات کے ساتھ ساتھ مارکسی تحریک کے تحت بدلتے ہوئے ادبی منظر نامے پر بھی روشنی ڈالی ہے۔

قرۃ العین حیدر نے جاں نثار اختر کے تینوں شعری مجموعوں خاک دل پچھلے پہر اور گھر آنگن کا تجزیہ کیا ہے۔ جاں نثار اختر کے شعری نکات کو واضح کرنے کے ساتھ ساتھ قرۃ العین حیدر ان کے شاعری پر اظہار خیال کرتے ہوئے لکھتی ہیں:

''جاں نثار اختر ایک قادرالکلام شاعر ہیں۔ وہ بڑی روانی سے اقبال کے رنگ میں پیر رومی کی جگہ کارل مارکس کو سامنے بٹھا کر اس سے سوال و جواب کرتے ہیں۔'' 4۔

قرۃ العین حیدر متعلقہ شخصیت پر لکھتے وقت صرف شخصیت کے نقوش ہی واضح نہیں کرتیں بلکہ ان فنکاروں کی ادبی خامیوں اور خوبیوں کا اظہار بھی ایک ماہر نقاد کی طرح کرتی ہیں۔ مجاز، فیض احمد فیض، ن م راشد، بانو وفا، سحاب قزلباش، ابن انشا وغیرہ کے خاکوں میں ان چیزوں کو دیکھا جا سکتا ہے۔ فیض احمد فیض پر لکھا ہوا خاکہ ''سرد و شبانہ'' میں فیض کے اسلوب کے متعلق اس طرح اظہار خیال کرتی ہیں:

''فیض صاحب کے منفرد اسلوب نے ان کو ڈبیلو ایچ آڈن کی طرح Poet's Poet بنایا۔ اقبال کی مانند انھوں نے ملکی سیاست میں نمایاں رول ادا کیا......... مزید برآں پاکستان کی کوئی حکومت فیض صاحب کو نظر انداز نہیں کرسکتی ہے۔'' 5۔

قرۃ العین حیدر آگے چل کر ان کی شاعری پر مزید لکھتی ہیں:

''فیض صاحب کی شاعری بھی کمہلا نہیں سکتی۔ ایسی شاعری ہے جسے آج کے فلسطین اور ایران و الجیریا کا شاعر پہچان سکتا ہے۔ میر، غالب اور اقبال بھی اس کو پسند کرتے اور پنجاب کے مجھلے شاہ اور وارث شاہ اور بابا فرید بھی۔'' 6۔

خاکہ ''داستان طراز'' جو چودھری محمد علوی رودولوی سے متعلق ہے۔ اس مضمون کو مصنفہ نے شخصیت نگاری پر محمول نہیں کیا بلکہ اس کے فن کی خوبیوں و خامیوں پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ وہ لکھتی ہیں:

''محمد علی گنتی کے ان بزرگوں میں سے ہیں جن کو نئے لکھنے والے بھی اپنا رفیق سمجھتے ہیں اور جنھوں نے غیر مشروط طریقے سے ادب کی نئی تحریک کا شروع سے ساتھ دیا...... اردو افسانے میں جو طرز بیاں، برجستگی، شوخی اور بانکپن محمد علی اپنے ساتھ لائے کوشش کر کے بھی اس طرح کی دو سطریں نہیں لکھی جاسکتیں۔'' 7۔

خاکہ نگار نے اس خاکے میں محمد علی ردولوی کی فنکاری پر ہی روشنی نہیں ڈالی بلکہ ان کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کا بھی ذکر کیا ہے۔ محمد علی ردولی عورتوں کی آزادی کے شدید حامی تھے۔ اپنی لڑکیوں کو انھوں نے انگریزی تعلیم دلوائی تھی۔ آداب محفل اور فن گفتگو میں بھی ماہر تھے۔ اقتباس ملاحظہ ہو:

''پریکٹیکل آدمی نہیں۔ آج تک خود کبھی اٹھ کر پانی نہیں پیا نوجوانی کے زمانے میں جب ان کا علاقہ کورٹ میں

تھا، تب چندروز کے لیے بینک میں ملازمت کرلی تھی۔ کچھ دنوں بعد اسی صدمے اور دہشت سے بخار آنے لگا اور بیمار پڑ گئے کہ نوکری کرنا پڑ رہی ہے۔" 8؎

اس طرح سے قرۃ العین حیدر نے چودھری محمد علی رودولوی کی شخصیت کا بھرپور محاکمہ کیا ہے۔

قرۃ العین حیدر نے ایسی شخصیتوں پر بھی خاکے لکھے ہیں جنھوں نے ادب کی خوب آبیاری کی لیکن ادبی دنیا میں ان کو وہ مقام نہیں ملا جس کے وہ مستحق تھے۔ مصنفہ نے ان حضرات کا خاکہ لکھ کر ان کو خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ دیکھ کبیرا رویا، شہاب مالیر کوٹلوی، ایک منفرد خاتون حسنہ آپا وغیرہ جیسے خاکے اس ضمن میں پیش کیے جاسکتے ہیں۔ مثال کے طور پر اپنی کزن بیگم لقمان حیدر کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے لکھتی ہیں:

"یہ پبلسٹی اور پبلک ریلیشنز کا دور ہے.........اہم شخصیات کے متعلق خوب لکھا جا رہا ہے لیکن جن افراد نے بیک گراؤنڈ میں رہ کر اردو ادب اور اردو زبان کی خدمت کی ان کے بارے میں بہت کم لوگ جانتے ہیں۔ ہماری کزن بیگم لقمان حیدر انھی نہایت غیر معمولی افراد میں شامل تھیں جنھوں نے اردو کے لیے بہت کچھ کیا مگر کبھی ان کا ڈنکا نہ بجا۔" 9؎

قرۃ العین حیدر کے تمام خاکوں میں ایک خصوصیت خاص طور پر دیکھنے کو ملتی ہے۔ وہ یہ کہ انھوں نے کسی کی کمزوریوں اور خامیوں کا مذاق نہیں اڑایا، جو عام طور پر خاکہ نگار حضرات کرتے ہیں۔ یہ ایک ایسی خصوصیت ہے جو قرۃ العین حیدر نے اپنے ہاں کے کلچر سے ورثے میں پائی تھی۔ قرۃ العین حیدر کی تحریروں کا اگر ہم جائزہ لیں تو یہ وصف ان کی تمام تحریروں، فکشن اور غیر فکشن سبھی میں دیکھنے کو ملتا ہے۔ قرۃ العین حیدر احترام انسانیت کی نہ صرف قایل ہیں بلکہ اس پر عمل پیرا بھی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے تمام خاکوں کے عنوانات افراد کی شخصیت کے کسی نہ کسی وصف کا احاطہ کرتے ہیں۔ اس کا احساس ہمیں ان کے خاکوں کا مطالعہ کرتے وقت شدت سے ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر انھوں نے ایک خاکہ عصمت چغتائی پر "لیڈی چنگیز خان" کے نام سے لکھا تھا۔ اس سے پہلے عصمت چغتائی نے قرۃ العین کے متعلق "پوم پوم ڈارلنگ" کے عنوان سے ایک مضمون لکھا جس میں ان کی کہانیوں کی منفی تنقید کی گئی تھی، لیکن قرۃ العین نے عصمت چغتائی کا خاکہ دردمندی اور خلوص کے ساتھ رقم کیا ہے جس میں عصمت چغتائی کی بے باک اور رنگا رنگ شخصیت نمایاں ہوئی ہے۔ قرۃ العین حیدر نے ان کی زندگی کی مختلف پہلوؤں کی خوب صورت تصویر کشی کی ہے۔ اقتباس ملاحظہ ہو:

"کبھی کبھی میں ان کو لیڈی چنگیز خان پکارتی تھی کیوں کہ وہ جولان گاہ اردو کی ایک ایسی چغتائی شہسوار اور تیر انداز تھیں جن کا نشان کبھی خطا نہیں جاتا تھا.........عصمت آپا ایک شفیق، منہ پھٹ، صاف گو اور

دھپٹ (دبنگ) ظریف الطبع خاتون تھیں۔'' 10؎

قرۃ العین حیدر نے اپنے پورے ادبی سفر میں یوں تو باقاعدہ چند ہی شخصی خاکے لکھے ہیں لیکن مختلف شخصیتوں پر لکھے گئے تعزیت نامے، یادیں یا تاثراتی تحریروں میں بھی شخصی خاکے ابھرتے ہیں۔ مثال کے طور پر اپنے ایک مضمون میں اپنی ایک بھانجی کا ذکر انھوں نے اس طرح کیا ہے:

''ہماری بھانجی صاحبہ اللہ کے فضل و کرم سے ڈاکٹر ہیں اور ایئر فورس میں فلائٹ لیفٹیننٹ کے عہدے پر فائز ہیں مگر ان کا یہ عالم ہے کہ ان کو ڈاکٹری کے علاوہ دنیا بھر کی فضولیات اور خرافات سے سخت دلچسپی ہے۔ جدید انگریزی ادب، یونانی آرٹ، ہندو فنون لطیفہ سے شدید انس ہے اور کوکس کی تو آپ عاشق ہیں۔ جب کبھی کوئی ان سے ڈاکٹری کی باتیں کرتا ہے تو دفعتاً یاد آتا ہے کہ ارے یہ ڈاکٹر بھی ہیں۔''

دراصل قرۃ العین حیدر نے دانستہ طور پر اپنی بھانجی پر خاکہ نہیں لکھا تھا۔ بلکہ ایک مضمون میں سرسری طور پر اس کا ذکر آ گیا تھا جس سے ایک خاکہ سا ابھر آیا تھا یہی بات قرۃ العین حیدر کے اسلوب کا نمونہ ہے۔ اس طرح کے اور بھی بہت سارے مضامین ہیں جس میں سرسری طور پر کہی گئی باتوں سے کچھ صورتیں ابھر آئی ہیں جس سے خاکہ کا گمان ہوتا ہے۔ قرۃ العین حیدر نے اپنے خاکوں میں جا بجا اردو کے محاروں کو بھی بہت ہی خوب صورت انداز میں برتا ہے ان کے تحریر کردہ خاکوں میں ایک خوبی یہ بھی ہے کہ جب وہ کسی شخص کا خاکہ تیار کرتے ہیں تو وہ واقعہ یا فرد کا ذکر اس انداز سے کرتے ہیں کہ پورا منظر آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے۔ مثلاً ابن انشا کی ظاہری شخصیت کے متعلق اظہار خیال کرتے ہوئے لکھتی ہیں:

''موٹے شیشے کی عینک لگاتے، دراز قد، نہایت بھلے اور نیک دل آدمی، بے حد سنس آف ہیومر کے مالک اور انتہائی شائستہ، چاند نگر کے'' بنجارے''،'' جوگی'' اور ابن انشا دو مختلف ہستیاں تھیں۔ انسان کی ظاہری شخصیت اور اس کے دنیاوی کاروبار اور اس کی ذاتی کائنات میں تضاد پایا جاتا ہے۔ اس ثنویت کی ایک مثال ابن انشا تھے۔'' 11؎ قرۃ العین حیدر اپنے خاکوں میں واقعات سے رنگ بھرتی ہیں اور ان واقعات کے سہارے شخصیت کی مختلف پرتوں کو کھول دیتی ہیں۔ انھیں مختصر لفظوں میں کسی بھی شخصیت کی تصویر کشی کرنے پر قدرت حاصل ہے۔ سلطانہ جعفری کا ذکر کرتے ہوئے وہ رقمطراز ہیں:

''وہ بمبئی کی سودا بیچنے والی گھاٹنوں سے فٹ پاتھ پر بیٹھ کر مراٹھی زبان میں باتیں کرتی تھیں اور اونچی سوسائٹی کانفرنس میں بیرون ملک سے آئے ہوئے ادیبوں سے بحث بھی کرتی تھیں.........وہ ایک غیر معمولی طور پر متوازن شخصیت کی مالک تھیں اور انھوں نے اشتمالیت کے فلسفے کو اس حد تک قبول کیا تھا کہ انھوں نے کبھی بھولے سے بھی کسی سے یہ ذکر نہیں کیا کہ ان کی نانی بہادر شاہ ظفر کی ملکہ زینت محل کی حقیقی چھوٹی بہن تھیں۔''

12۔خاکوں میں قرۃ العین حیدر محاورات کے ساتھ ساتھ انگریزی زبان سے بھرپور استفادہ کرتی نظر آتی ہیں۔ان کے خاکوں میں جا بجا انگریزی کے الفاظ دیکھنے کو ملتے ہیں۔ثبوت کے طور پر مولانا شہاب مالیرکوٹلوی کے خاکے سے یہ مثال دیکھیے:

''مولانا شہاب مالیرکوٹلوی کا معاملہ ہماری ادبی اور علمی Dichotomy کی ایک روشن مثال ہے۔مولانا گو خیالات کے لحاظ سے بے حد ماڈرن تھے مگر تاریخی لحاظ اعتبار سے پرانی نسل کے ایک اسکالر تھے اور سماجی لحاظ سے Privileged طبقے سے تعلق نہیں رکھتے تھے۔ہمارے بہت سے علما(علما کا مطلب محض علم دین نہیں ہے۔)محض اس وجہ سے ''لائم لائٹ'' میں نہیں آسکتے کہ وہ ایک ''غلط'' سوشل سیٹ اپ میں شامل ہیں۔'' 13۔قراۃ العین حیدر کے خاکوں کا افسانوی اسلوب قاری کی توجہ کو اپنی جانب مبذول کرنے پر مجبور کر دیتا ہے۔اس کے علاوہ ان کے خاکوں میں اپنے عہد کی سماجی، معاشرتی، اخلاقی اور تہذیبی تصوریں دیکھنے کو ملتی ہیں۔مختصر یہ کہ ان کے خاکوں نے اردو ادب میں خاکہ کی روایت کو جس انداز سے مستحکم کیا ہے وہ لائق تحسین ہے۔

حوالہ جات

1-نثار احمد فاروقی، دید و دریافت، اردو میں خاکہ نگاری، ص:18

2- گل صد رنگ، مرتب ڈاکٹر مجیب احمد خان، کاک آفسیٹ پرنٹر دہلی، 2006ء، ص:67

3-ابن سعید، بحوالہ قرۃ العین حیدر کی خاکہ نگاری، اے خیام، روشنائی، جولائی تا ستمبر 2008ء

4-رسالہ فن اور شخصیت، جاں نثار اختر نمبر، مارچ 1976ء بمبئی مدیر قرۃ العین حیدر نمبر، ص:26)

5-رسالہ فن اور شخصیت، فیض نمبر ص:502

6-ایضاً، ص:544

7-قرۃ العین حیدر، پکچر گیلری، ایجوکیشنل پبلشنگ ہوس دہلی، 2004ء، ص:73

8-ایضاً، ص:83

9-مجیب احمد خان، گل صد برگ، کاک آفسٹ پرنٹرس، دہلی، ص:113

10-روشنائی (خصوصی شمارہ قرۃ العین حیدر نمبر)، نثری دائرہ پاکستان، جولائی تا ستمبر 2008ء، ص:420

11-مجیب احمد خان، گل صد برگ، کاک آفسٹ پرنٹرس، دہلی، ص:111

12- گل صد رنگ، مرتب ڈاکٹر مجیب احمد خان، کاک آفسیٹ پرنٹر دہلی، 2006ء، ص:64-65

13-قرۃ العین حیدر، پکچر گیلری، ایجوکیشنل پبلشنگ ہوس دہلی، 2004ء، ص:87

جلد نمبر ۸ شمارہ نمبر ۲ امراوتی، مہاراشٹر (ہند) اپریل تا جون ۲۰۱۹ء

سرپرست : جناب منور پیر بھائی (پونہ)

مدیر

وسیم فرحت (علیگ)

Email:wkfarhat@gmail.com Cell.09370222321/07020484735

نائب مدیران: کلیم ضیاء، احسن ایوبی

مشیر

شمیم فرحت

خط و کتابت کے لیے:

Waseem Farhat (Alig)
Post Box No.55, H. O,
AMRAVATI-444601(M.S)INDIA

صرف زرِ سالانہ اور رجسٹری ڈاک کے لیے:

The Editor,URDU,
"Adabistan", Near Wahed Khan
UrduD.Ed.College, Walgaon Road,
AMRAVATI-444601,Maharashtra (India)

پاکستانی خریداروں کا صرف زرِ سالانہ بھجوانے کیلئے:

بزمِ تخلیقِ ادب پاکستان
B/18-II، کمرشل ایریا نزد سپر ایشیا بیکری، ناظم آباد، کراچی
موبائل:0321-8291908

شمارۂ ہذا	۱۰۰ روپے
لائبریری اور اداروں سے	۲۵۰ روپے
لائف ممبرشپ	۵۰۰۰ روپے

For Online Payments:
SEAMAHEE URDU
SBI ACCOUNT NO:
34961340420
IFS CODE:SBIN0000311
MICR CODE: 444002971

اگر آپ چیک یا ڈرافٹ بھیجنا چاہیں تو صرف **SEAMAHEE URDU** اس نام سے بھیجیں۔